اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اُنچاسواں اجلاس (تیسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ **24**/جنوری 2022ء بروز سوموار مطابق **20** جمادی الثانی 1443 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعائے مغفرت۔	04
3	وقفہ سوالات۔	12
4	توجہ دلاؤ نوٹس۔	15
5	رخصت کی درخواستیں۔	17
6	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	22
7	قرارداد نمبر **116** منجانب: محترمہ بُشریٰ رند، رکن اسمبلی۔	26

جلد **49** ☆☆☆ شمارہ **3**

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر جان محمد خان جمالی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔ سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ **24**/جنوری 2022ء بروزسوموار بمطابق **20** جمادی الثانی 1443 ہجری، بوقت شام 05:00 بجے زیرصدارت سردار بابرخان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اِنۡ کُلُّ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا ؕ﴿۹۳﴾ لَقَدۡ اَحۡصٰئھُمۡ وَعَدَّھُمۡ
عَدًّا ؕ﴿۹۴﴾ وَکُلُّھُمۡ اٰتِیۡہِ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فَرۡدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَیَجۡعَلُ لَھُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾

﴿ پارہ نمبر ۱۶ سورۃ مریم آیات نمبر ۹۳ تا ۹۶ ﴾

ترجمہ: کوئی نہیں آسمان اور زمین میں جو نہ آئے رحمٰن کا بندہ ہوکر۔ اس کے پاس انکی شمار ہے اور گن رکھی ہے انکی گنتی۔ اور ہر ایک ان میں آئے گا اسکے سامنے قیامت کے دن اکیلا۔ البتہ جو یقین لائے ہیں اور کی ہیں انہوں نے نیکیاں ان کو دیگا رحمٰن محبت۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ جی

میر محمد یونس عزیز زہری: جناب اسپیکر، 3 جنوری کو ضلع کچھی کے علاقے غازی شہر میں جمعیت علماء اسلام کے قبائلی رہنما سردار زادہ میر زاہد لہڑی صاحب کو شہید کیا گیا۔ اور انکے بعد اس کے قاتلوں کا بھی پتہ چل گیا، جو کرایے کے قاتل تھے اور آج تک ان کے قاتل بھی گرفتار نہیں ہوئے۔ وزیر داخلہ صاحب تشریف فرما ہیں ان سے یہی درخواست کرونگا کہ وہ 22 دن آج گزر چکے ہیں۔ ان کے قاتلوں کو گرفتار کرنے میں یا تو گورنمنٹ دلچسپی نہیں لے رہی ہے یا قاتل پاورفل ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے برائے مہربانی میر زاہد لہڑی صاحب کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر برائے محکمہ پی اینڈ ڈی): جناب اسپیکر صاحب، یونس صاحب کی والدہ رحلت کر گئیں ہیں اور اسی طرح احمد نواز کے بھائی بھی وفات پا چکے ہیں تو ان کیلئے اسمبلی کی طرف سے دعا مغفرت کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اسمبلی میں ان کے حق میں ہم لوگوں نے دعا پڑھ لی ہے۔

وزیر برائے محکمہ پی اینڈ ڈی: دعا پڑھ لی ٹھیک ہے۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! دو تین دن قبل ایک واقعہ پیش آیا، فرید اللہ صاحب اپنی فیملی ہمشیرہ سمیت روڈ ایکسیڈنٹ میں ان کی شہادت ہوگئی ہے۔ ان کیلئے اگر دعا کرائی جائے۔ اس کے بعد پھر تفصیل سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مولوی صاحب، ان کے حق میں دعا مغفرت پڑھی جائے۔ (دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب فرید اللہ آج سے دو تین روز قبل کوئٹہ سے کراچی جا رہے تھے۔ وہ اپنی بیوی، بچوں، ہمشیرہ اور والدہ صاحبہ بھی ساتھ تھیں روڈ ایکسیڈنٹ میں یہ چار پانچ افراد شہید ہوگئے جناب اسپیکر صاحب! اللہ نے والدہ صاحبہ کو زندگی۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ کوئٹہ کراچی یہ ایک خونی شاہراہ بن چکی ہے اور اس پر بہت سارے حادثات ہوئے ہیں جن میں خاندان کے خاندان اجڑ گئے ہیں۔ اسپیکر صاحب! پچھلے دنوں چیئرمین سینٹ صاحب کا بھائی خود اسی روڈ پر اس خونی شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جس پر ان کی شہادت ہوئی، جناب اسپیکر صاحب! یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور یہ وفاقی اور صوبائی حکومت کی۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ترین صاحب اس کی feasibility بھی ہوگئی ہے اس پر میرے خیال سے۔۔۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! یہ feasibility ہم دو ڈھائی سال سے سن رہے ہیں کہ اس کی feasibility ہوگئی ہے کام شروع ہونے والا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر اعظم عمران خان کے نوٹس میں ہے اس پر جلد سے جلد کام شروع ہوجائیگا۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! جب سب مر جائیں گے سب کی شہادتیں ہوجائیں گی لوگوں کی ساری فیملی ختم ہوجائینگی اس کے بعد جا کے یہ روڈ بنے گی، پھر ہم نے کیا کرنا ہے اس روڈ کو، یہ ایک بہت ضروری ایشو ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ خود سوچیں۔ فرید اللہ اس کے بچے اس کی گھر والی اس کی بہن چار لاشیں ایک گھر سے نکل گئیں جناب اسپیکر صاحب! آپ حساب لگائیں بڑا زور مانگتا ہے۔ کل ہم ان کی فاتحہ پر گئے اللہ نے ان کے والد کو بڑا صبر بڑا حوصلہ دیا ہوا تھا۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! ایسے ممبر ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اس جیسے واقعات کی نشاندہی کریں اور اس کیلئے آواز بلند کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! اس میں چیئرمین سینٹ صاحب کا بھائی شہید ہوا ہے۔ چیئرمین سینٹ صاحب کو ہم اس فلور کے توسط سے request کرتے ہیں کہ اگر اسکی feasibility بن گئی ہے اس کو process میں ڈال دیا گیا ہے تو اس پر کام شروع کیا جائے جناب اسپیکر صاحب! جب تک یہ کام شروع ہوتا ہے حکومت کو چاہیے این ایچ اے کو چاہیے صوبائی حکومت کو چاہیے کہ کوئی ایسے اقدامات کریں جس سے کم از کم یہ واقعات رونما نہ ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! دو سال قبل اس روڈ پر کمشنر صاحب جو کہ ایک حادثے کا شکار ہوئے، آپ کو پتہ ہے ان کی گاڑی بالکل جھلس گئی تھی وہ خود بھی، اللہ ان کی شہادت قبول کرے وہ جھلس گئے اس روڈ پر بہت سارے واقعات ہوئے ہیں خاندان کے خاندان اجڑ گئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کی اور ہماری اس ہاؤس کی یہ ذمہ واری بنتی ہے کہ اس پر ہم بات کریں تاکہ ایسے ایشو کو ہم اٹھائیں اس پر بات کریں تاکہ یہ روڈ بنے ہم کسی موٹروے کی ڈیمانڈ نہیں کرر ہے ہیں جناب اسپیکر! دورویہ روڈ ہوتا کہ یہ جو فرید اللہ صاحب کا جو واقعہ ہوا ہے اس طرح کے واقعات سے بچا جاسکیں۔ میری یہ درخواست ہے تمام ممبران سے کہ اس پر بات کی جائے اور حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ خدارا اس روڈ کیلئے کچھ کریں اسکے لئے آواز بلند کریں تاکہ فرید اللہ اور اس کی فیملی جیسی اور فیملیز ان حادثات سے بچ سکیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی دمڑ صاحب۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر برائے محکمہ خزانہ): جناب اسپیکر صاحب! Point of public importance پر۔ میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، مجھے

امید ہے کہ ایوان اس اہم مسئلے پر میرا ساتھ دیگا اور آج یہ کارروائی بلکہ میں کہتا ہوں کہ آج کی کارروائی کا موضوع یہی ہونا چاہیے۔ جناب اسپیکر! جیسے کہ آپ سب کو معلوم ہے سردی کا موسم ہے، یہاں بارشیں ہوئی ہیں، برفباری ہوئی ہے، پورے بلوچستان میں سردی کی لہر چل گئی ہے اور بالخصوص ان علاقوں میں جہاں ہر وقت درجہ حرارت مائنس میں چلا جاتا ہے، زیارت، قلات، مسلم باغ وغیرہ، تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس سردی میں ہمارے لوگ بغیر گیس کے گزارہ کر رہے ہیں۔ گیس حکام کی توجہ اس اہم مسئلے کی طرف آپ ایک رولنگ دیں اس شدید سردی میں ہمارے لوگوں کو گیس میسر نہیں، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس موسم میں پاکستان بھر سے کم سے کم تھوڑی بہت کٹوتی کر کے کوئٹہ بالخصوص ان علاقوں کو گیس کے پریشر میں اضافہ ہونا چاہیے تھا جہاں آج کل کوئی چودہ، پندرہ تک درجہ حرارت منفی میں چلا جاتا ہے اور وہاں انسانی زندگی بالکل گزارنے کے قابل نہیں ہے۔ تو میری یہ درخواست ہے پورے ایوان سے کہ اس پر آج سارا ایوان بیک آواز ہو کے فیڈرل حکومت سے یہ مطالبہ کرے کہ گیس کے پریشر میں جہاں minus میں چل رہا ہے وہاں گیس کی جہاں سے بھی ہو بیشک کراچی سے ہو پنجاب سے ہو اول تو آئین پاکستان میں یہ شق موجود ہے کہ جہاں سے گیس نکلتی ہے جس طرح ہمارے دوست روز روز اس پر debate کرتے ہیں وہاں کے مقامی لوگوں کا حق بنتا ہے۔ لیکن ہمیں تو وہ پتہ نہیں کیا ہمارے نصیب میں یہ نہیں لکھا ہوا ہے لیکن اس شدید سردی میں تو کم سے کم یہ مطالبہ ہم کرسکتے ہیں کہ برائے مہربانی وہ لوگ جو ارباب اختیار ہیں جن کے اختیار میں ہے وہ ہمارے لوگوں پر رحم کریں ہمارے لوگ سردی سے مر رہے ہیں ہمارے لوگ سردی کی وجہ سے migrate ہو کے چلے جاتے ہیں اور زیارت بالخصوص زیارت کی میں بات کر رہا ہوں، زیارت میں اگر گیس پریشر نا بڑھایا گیا تو ہمارا ایک اور قومی نقصان ہو رہا ہے۔ green juniper جو کہ ہمارا قومی اثاثہ ہے اگر گیس نا ہو، گیس نا ہونے کی وجہ سے ہمارے لوگ جنگلات کاٹنے پر مجبور ہیں۔ تو جنگلات کو اور انسانوں کو بچانے کے لئے جہاں جہاں گیس زیادہ ہے جہاں تھوڑی بہت اگر کٹ لگ جائے تو میرے خیال میں یہ کوئی بے انصافی نہیں ہوگی انسانیت کا تقاضہ بھی یہی ہے اور انصاف کا تقاضہ بھی ہے۔ جناب اسپیکر! ایک دوسرا اہم مسئلہ جو کہ میں بہت اہم سمجھتا ہوں، بلوچستان جو کہ ایک زرعی صوبہ ہے ہمارے لوگوں کا ذریعہ معاش ساری زراعت پر مبنی ہے ہمارے لوگ جو سالہا سال محنت کر کے سیب کو فصل تک پہنچاتے ہیں تو خاص کر جو ہمارے لوگوں کا سیب منڈی تک پہنچ جاتے ہیں یا تیار ہو جاتے ہیں تو ایران کا سیب آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر ہمارے لوگ اپنے سیب کو سٹور کر کے ایک موسم تک ایک season تک چھوڑ دیدیتے ہیں کہ ایران کے سیب نکل جائیں منڈی میں تھوڑا سا رش کم ہو جائے کم سے کم ہمارے سیبوں کو تھوڑی بہت مارکیٹ مل جائے۔ لیکن ہمارے یہاں جو کہ

اپنے ہی ٹھیکیدار ہیں اس صوبے کے ہمارے ملک کے بغیر ٹیکسز چوری چھپکے سیب لا رہے ہیں۔ اور اس season میں جو ہمارے لوگوں کے سیب پھر منڈی میں آتے ہیں تو ایران کے سیب پھر آنا شروع ہوجاتے ہیں۔ تو یہ میں یہی درخواست کرتا ہوں اس ایوان سے اور یہی امید رکھتا ہوں کہ بیک آواز ہو کے فیڈرل گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کرے کہ ہمیں اپنے ہی سیب کافی ہیں import کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی کیونکہ زمینداروں کو ہمیں support کرنا چاہیے دنیا جہاں میں اگر آپ دیکھیں تو زمینداروں کو حکومت کی طرف سے بہت support ملتی ہے۔ ہم تو سپورٹ دور کی بات ہے ہم ان کی جو محنت ہے وہ جو سالہا سال محنت کر کے ان کی منہ سے ہم نوالہ چھین لیتے ہیں تو یہ ایک ظلم کے زمرے میں آتا ہے تو مجھے امید ہے کہ آج پورا ایوان اس پر بحث کریگا اور فیڈرل گورنمنٹ سے مطالبہ کرینگے کہ ایرانی سیب پر فی الفور پابندی لگائی جائے، شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ دُمڑ صاحب، جی۔

جناب مبین خان خلجی (وزیر برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب اسپیکر صاحب! آپ کو خاص طور پر بتانا تھا کہ ایوان کے اندر کہ کافی عرصے سے بلوچستان کے اندر مختلف ڈیپارٹمنٹس میں پوسٹیں آرہی ہیں اور ہمارے خاص طور پر کوئٹہ کی جو پوسٹیں ہیں ان کیلئے ہمارے بچے apply کرتے ہیں جو میرٹ پر ہوتے ہیں یا کلاس فور میں ہوتے ہیں ہمارے بلوچستان میں جس ڈیپارٹمنٹ میں نوکریاں آئی ہیں ہمارے بلوچستان کے کوئی خاص طور پر کوئٹہ کے بچوں کے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔ میں یہ اس ایوان میں کہونگا کہ یہاں ہمارے بیٹھے ہوئے نو ایم پی ایز ہیں ہمارے بچیوں نے apply کی ہوئی ہے ہر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے ہو ہمارے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے ہمارے بچوں کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔ خدا کرے وہ Agriculture ہو خدا کرے وہ Food ہو کوئی بھی محکمہ ہو اس میں ہمارے ساتھ بے ایمانی ہوئی ہے۔ ابھی recently کوئی تین دن پہلے کچھ Orders نکلے ہیں Food میں اس میں میرے خیال میں بغیر لسٹوں کے بھی لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے۔ یہ آپ رولنگ دیں ان کو بلایا جائے کوئٹہ کے Agriculture کی پچاس پوسٹیں اس میں تھیں اس میں ہمارے کوئٹہ کے بچے لگ نہیں رہے ہیں پھر ہر ایک کو اپنا دوست بھی یاد آجاتا ہے رشتہ دار بھی یاد آجاتا ہے پارٹی بھی یاد آجاتی ہے یہ ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے ہمارے کوئٹہ کے لڑکوں کے ساتھ ہمارے لوگوں کے ساتھ ناانصافی ہے۔ خدا شاید ہے میں آخری دفعہ میں بتا رہا ہوں میں پریس کانفرنس بھی کرونگا میں عدالت بھی جاؤنگا۔ جس منسٹر نے کیا ہے یا جس نے ناانصافی کی ہے میں ان کے پتلے بھی جلاؤنگا اور آج میں بائیکاٹ کر رہا ہوں یہ کوئٹہ کے جو سارے ایم پی ایز بیٹھے ہیں وہ میرے ساتھ بائیکاٹ کرینگے۔

(اس موقع پر مبین خان اور کوئٹہ کے تمام ایم پی ایز احتجاجاً واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: میڈم آپ کہاں جا رہی ہیں۔۔

وزیر برائے محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! یہ میرے خیال میں بات کو point out کیا یہ پورے صوبے کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ہر حلقے میں مداخلت کی گئی ہے اور ہر حلقے کی جو سیٹیں ہیں وہ میرے خیال میں ظاہری بات ہے جب ہم سے مشاورت نہیں کی گئی ہم سے پوچھا ہی نہیں گیا تو کہیں اور سے لوگ آ کے appoint ہو گئے تو اس کا مقصد ہم کیا لے لیں۔تو شاید یہ پوسٹیں بِک گئی ہیں۔تو میں کہتا ہوں آپ باقاعدہ اس پر ایک رولنگ دیدیں، ان کی انکوائری کریں باقاعدہ تاکہ لوگ اپنے ہی حلقوں میں کم از کم ان سے پوچھا جائے اور بلکہ صاف شفاف انکوائری ہو اور کم سے کم ہر candidate کو حق ملنا چاہیے میرے زیارت کے حلقے میں باہر کے لوگ آ کے appoint ہو گئے۔تو مجھ سے تو پوچھا نہیں چھوڑو مجھ سے نا پوچھیں کم سے کم زیارت کے لوگوں کا حق تو بنتا ہے تو یہ کہاں کے لوگ یہاں آ کے ادھر انہوں نے کس بنیاد پر appoint کر دیا انکی انکوائری ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلیدی صاحب! آپ اس پر کیا کہیں گے؟

وزیر برائے محکمہ پی اینڈ ڈی: گورنمنٹ کا مؤقف بھی لے لیں ناں sorry ساری ہی گورنمنٹ ہے ہم بھول گئے تھے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب اسپیکر صاحب! اسی سے related ایک گزارش ہے آپ کے توسط ہوم منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہیں جس طرح ہمارے یہاں ٹیسٹ انٹرویو ہو کے بچے بھرتی ہو رہے ہیں باقی تمام ڈیپارٹمنٹس میں تو age relaxation دی جاتی ہے، سوائے پولیس اور لیویز کے۔ چونکہ ان کے اٹھائیس سال رکھے ہیں دو سال سے کرونا جب سے آیا ہے یہاں ٹیسٹ انٹرویو نہیں ہوئے ہیں لوگ بھرتی نہیں ہوئے ہیں پنجاب میں بھی پولیس ڈیپارٹمنٹ نے relaxation دی ہے، دو سال کی خیبر پختونخوا میں بھی کی ہے تو آپ کے توسط سے ہوم منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ پولیس جو ابھی بھرتی ہو رہے ہیں 28 سال اس کی عمر رکھی ہے ان کے ساتھ دو سال کی relaxation دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ صدیقی صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر برائے محکمہ سی اینڈ ڈبلیو): جناب اسپیکر صاحب! ایسا ہے کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ میرے پاس تھا یہ ابھی گورنمنٹ چینج ہوئی تو اب فوڈ ڈیپارٹمنٹ زمرک خان صاحب کے پاس ہے۔ یہاں بہت

سارا سلسلہ ہوا الزامات بھی لگے کہ پوسٹیں بکی ہیں یا کیا ہے۔ میں اس ایوان کے توسط سے چیلنج کرتا ہوں جب ہم نے initiate کیا یہ سلسلہ کسی بھی پوسٹ کے لئے ایک روپیہ بھی کسی نے لیا میں تو اپنے level پر کہتا ہوں کہ میرے لئے وہ ایک روپیہ ہزاروں لاکھوں کو چھوڑ دے single ایک روپیہ میرے بچوں کا خون ہے کہ ہم نے اس میں کوئی سلسلہ کیا ہو۔ بلکہ ہم نے CTSP کے ذریعے کرایا تھا اور میرٹ لسٹیں بن رہی تھیں سلسلہ تیار تھا اس کے بعد کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ کوئٹہ میں ہوئی ہے پشین میں ہوئی ہے قلعہ عبداللہ میں ہوئی ہے لورالائی میں ہوئی ہے جہاں بھی ہوئی ہے یا بکی ہیں یا نہیں، مجھے پتہ نہیں ہے۔ اس کا جب تک میں منسٹر تھا میں اس ایوان کے توسط سے دنیا کی کوئی بھی ایجنسی انکوائری کرلیں نیب کرے اینٹی کرپشن کرے ایف آئی اے کرے جو بھی ہے اگر میرے ہوتے ہوئے جب میں منسٹر تھا ایک روپیہ کی transaction تھی اس کی ذمہ داری میں قبول کرتا ہوں باقی اس کے بعد کیا ہوا میں کسی گہرائی میں نہیں جاتا وہ آپ جانیں آپ کا کام جانے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ کھیتران صاحب۔ جی بلیدی صاحب! ویسے آپ لوگوں کی پالیسی اس پر آپ لوگوں کی گورنمنٹ کی پالیسی کیا ہے کلاس فور پر کسی اور ڈسٹرکٹ کا بندہ کس بنیاد پر لگ سکتا ہے۔

میر اسداللہ بلوچ (وزیر برائے محکمہ زراعت و کوآپریٹوز): اِس کا جواب میں دے دوں تو بہتر ہے۔ ہاں وہ تو ایگریکلچر کے حوالے سے بات کر رہا تھا میں اُس کا جواب تو۔۔۔ (مداخلت) میں دیتا ہوں ناں۔

میر یونس عزیز زہری: جناب والا! ہمارے جو معزز اراکین واک آؤٹ کر گئے پہلے اُن کو تو بلالیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ اور اصغر ترین چلے جائیں۔ حاجی اصغر ترین۔ نہیں اُن کو بلالیں۔

وزیر برائے محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

وزیر برائے محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: مبین صاحب نے، وہ ہمارے ایک ذمہ دار ممبر ہیں اُنکا تعلق کوئٹہ سے ہے بہت جذباتی انداز میں 200-180-170 کی speed پر بول رہے تھے اور بہت سی باتیں کیں۔ دیکھیں ایگریکلچر کا اُنہوں نے نام لیا۔ پچھلے ادوار میں ایگریکلچر جس کے پاس تھا وہ اُس کو clear کریں ایگریکلچر صرف نہیں کریں۔ زمرک کے پاس تھا اگر وہاں بے ضابطگیاں ہوئی ہیں اُس کو clear کر کے بات کرنا چاہئے تو اِس وقت ایگریکلچر میرے پاس ہے میں اِس کو چلا رہا ہوں ابھی تک میں نے تو ایک بندے کی appointment بھی نہیں کی ہے۔ سارا مجمع یہاں بیٹھا ہوا ہے سارے صحافی حضرات بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس طریقے سے جذباتی ہو کر کہ میں منسٹر کا پتلا جلاؤں گا۔ کوئی کسی کو جلا نہیں سکتا۔ اپنے الفاظ کی چناؤ صحیح کریں۔

یہ دیے اور بڑے الفاظ اور غرور سے آپ بات کرتے ہیں اِس کے خیال میں کیا یہی آواز ہے؟ اسمبلی ایک مقدس ادارہ ہے۔سنجیدگی کے ساتھ احساس کے ساتھ فکر وشعور کے ساتھ وہ الفاظ ادا کریں جن میں وزن ہو۔اور یہ کہ ہمارے MPA کے لئے پوسٹیں ۔کہاں قانون میں لکھا ہے کہ کسی MPA کو پوسٹیں دی جاتی ہیں؟ آئین میں کہاں لکھا ہوا رولز، بزنس میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ کسی ایم پی اے کو پوسٹ دی جاتی ہے؟ ہاں میرٹ ہوتا ہے۔ یہاں تقسیم نہیں ہوتی کہ کسی ڈسٹرکٹ میں پوسٹیں آئیں ہر منسٹر کو پانچ، چھ تقسیم کرکے دیدیں کدھر قانون میں لکھا ہوا ہے؟ تو اِس لیے میں نے وضاحت کی ۔پچھلے دور میں زمرک تھا اگر وہ ہوتا تو خود جواب دیتا۔لیکن تھوڑا صحیح طریقے سے مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اسد بلوچ صاحب! بلیدی صاحب بات کریں۔

وزیر برائے محکمہ پی اینڈ ڈی: شکریہ۔ جناب اسپیکر! جو ہمارے معزز رکن نے ایک بات کی vacancies کے حوالے سے اور کوئٹہ کے تمام اراکین نے اِس پر اپنا احتجاج record کیا۔تو مَیں کہتا ہوں کہ بالکل اُن کی بات جائز ہے۔بلوچستان میں لاکھوں لوگ بیروزگار ہیں جن کے پاس ڈگریاں ہیں وہ دردر کی ٹھوکرے کھا رہے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ بہت سے ایسے departments ہیں جن میں بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔اور لوگوں نے بہت سی باتیں کی ہیں۔میں صرف پوسٹوں کی خرید وفروخت کا الزام کسی پر نہیں لگاتا۔لیکن جہاں جو شخص اہل ہو جس کے پاس کوئی ڈگری ہو اگر اُس کو نہیں کسی اور کو دیں تو یہ انتہائی ظلم اور زیادتی ہے۔اور دوسری بات دیکھیں جو کلاس فور کی پوسٹیں ہیں 15 سے نیچے اُس ڈسٹرکٹ کا حق ہیں۔اگر میرے ڈسٹرکٹ بیشک وہ بیروزگار ہو اُس کو نوکری کی ضرورت ہو۔لیکن وہ اُس ڈسٹرکٹ کی حق تلفی ہیں۔وہ اُس اسکول کی حق تلفی ہے۔اُس ہسپتال کی حق تلفی ہے۔میں یا زیارت میں یا پشین میں کوئی vacancy ہے اور اُس کی جگہ پر کسی اور ڈسٹرکٹ کا کوئی اور بندہ لگ جائے بیشک وہ بے روزگار ہو اُس کو نوکری کی ضرورت ہو۔لیکن وہ اس ڈسٹرکٹ کی حق تلفی ہے ۔وہ اُس اسکول کی حق تلفی ہے۔ اُس ہسپتال کی حق تلفی ہے۔ پھر اِس کا جو ultimate جو نتیجہ ہوگا کہ service delivery متاثر ہوگی حکومت نے جو پوسٹ جس مقصد کے لیے create کی ہو کہ اُس اسکول کو چلانا ہو یا اُس ہسپتال کو چلانا ہو تو اُس پر جو ہے ایک اُس کو service delivery میں جو ہے ایک رکاوٹ بن جاتی ہے۔تو جناب اسپیکر! ہم نے CM صاحب سے گزارش کی ہے تو پچھلی گورنمنٹ تھی اُس سے بھی ہم نے گزارش کی کہ برائے مہربانی اِس پر ایک جامع اور واضح پالیسی ہو، تاکہ ہمارے لاکھوں بیروزگار جو ڈگریاں ہاتھ میں لیے پھر رہے ہیں اور اِس آس میں کہ حکومت جو ہے اُن کو نوکریاں

دے گی۔ آپ کو اچھی طرح پتہ ہے کہ بلوچستان میں یہاں پر نہ فیکٹری ہے نہ Industry ہے نہ کوئی اور کاروبار ہے۔ اگر یہاں immediate کسی کو کچھ relief مل سکتی ہے تو سرکاری نوکری کی وجہ سے۔ اور یہاں پر کوئی تقریباً 20 سے 30 ہزار vacancies حکومت کی خالی ہیں۔ تو مَیں چونکہ ایک بات چھڑی ہے اور بات جو ہے اُصول کی ہے تو میں اُن کے مؤقف کو جو ہے اُنکی تائید کرتا ہوں اور وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ برائے مہربانی اگر ہم ایک حقدار کو جو ہے اُس کا حق نہ دیں سکیں تو میرے خیال سے یہ جو ہے حکومت کے لیے ایک خوش نامی نہیں ہوں گی۔ بیشک میرے محکمے میں اگر کوئی پوسٹ خالی ہو اور میں کہوں کہ جی میں نے اپنے ووٹر کو لگانا ہے میرا ووٹرز جو ہیں مجھے ووٹ دیں گے تو یہی جو ہے بندہ شاید اُس وقت میں اُس بندے کو ریلیف دے رہا ہوں گا لیکن اُس کے نتیجے میں جتنے بھی جو ہیں نقصانات ہیں سروس کے حوالے سے۔ اُس area کی حق تلفی کے حوالے سے اُس کا ازالہ ممکن نہیں۔ تو اِنشاءاللہ تعالیٰ CM صاحب! آئیں گے تو جیسے ہی cabinet کی meeting ہوگی تو ایک جو ہے ایک جامع واضع recruitment policy جو ہے cabinet میں لے جائیں گے اور ہم نے یہ رائے دی ہے سی ایم صاحب کو۔ کہ جو Social sector میں جس میں education اور health sector۔ اُس کی جو ہے پوسٹیں ہم پبلک سروس کمیشن کے through کرائیں تاکہ میرٹ پر لوگ لگیں ہمارے اسکول بھی functional ہوں۔ اور ہمارے ہسپتالوں میں ایسے بندے نہ لگیں جھنوں نے کل مریضوں کا اعلاج کرنا ہے اور خدانخواستہ اُن کے ہاتھوں سے کسی کی جان کو نقصان ہو۔ تو انشاءاللہ تعالیٰ گورنمنٹ جو ہے اِس پر کوئی کوتاہی نہیں بھرتے گی جہاں پر کوئی اِس طرح کی شکایتیں موصول ہوں گی تو ہم ضرور سی ایم صاحب کو گوش گزار کرائیں گے اور اِس چیز کا make sure کرائیں گے کہ لوگوں کو اُن کا حق ملے thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

جناب محمد مبین خان خلجی: جناب اسپیکر صاحب! میں اسد بلوچ صاحب کا جواب دوں کیونکہ اسد بلوچ صاحب! نے کہا کہ میرے time میں۔ مَیں نے اِن کا نام نہیں لیا اور نہ میں نے اِنکے time کی بات کی ہے میں نے ایک overall بات کی کہ ابھی جب جام صاحب کا resign ہوا اُس کے دوران جو 50 پوسٹیں ہماری کوئٹہ کی تھیں میں اُس کی بات کر رہا ہوں۔ مَیں نے کسی کا نام لے کر، کسی کو نہیں کہا اور MPA کی پوسٹ کی بات نہیں کی میں نے میرٹ کی بات کی ہے میں نے اپنے کوئٹہ کے بچوں کی بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ میرے خیال میں کارروائی کی طرف آتے ہیں

جناب ڈپٹی اسپیکر: وقفہ سوالات۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک نصیر شاہوانی صاحب آپ اپنا سوال نمبر431 دریافت فرمائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! سوال نمبر۔431

☆431 ملک نصیر احمد شاہوانی، رُکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 7 اپریل 2020

کیا وزیر کھیل ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 3 دسمبر 2021 کو موخر شدہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بینوولنٹ فنڈ اسکیم کے تحت قائم کردہ فٹبال اسٹیڈیم سریاب کو ختم کر کے اسکی جگہ ایک کثیر المقاصد ہال تعمیر کیا جارہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ گراونڈ کے تعمیر پر آمدہ لاگت اور مدت تکمیل کی تفصیل دی جائے نیز کیا حکومت مذکورہ گراونڈ کے بدلے فٹبال کے کھلاڑیوں کیلئے ایک متبادل جگہ پر گراؤنڈ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر کھیل: جواب موصول ہونے کی تاریخ 22 نومبر 2021

(الف) ضلع کوئٹہ میں کوئٹہ پیکج کے تحت مالی سال 22-2021 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 17 منی اسپورٹس کمپلیکس تعمیر کیے جارہے ہیں جو کوئٹہ کے مختلف علاقوں میں تعمیر کئے جائیں گے جن کی مجموعی لاگت 1512 ملین اتنی بنتی ہے اور ان تمام اسکیمات کو کوئٹہ پروجیکٹ کے تحت تعمیر کیا جارہا ہے جس کیلئے الگ سے ایک پروجیکٹ ڈائریکٹر تعینات کیا گیا ہے مزید تفصیل اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) حکومت سریاب روڈ ایک عالیشان اسپورٹس کمپلیکس تعمیر کرنے جارہی ہے جس کی کل لاگت 340 ملین روپے ہے جس میں فٹبال، کرکٹ اور دیگر کھیلوں کے گراؤنڈز شامل کئے جائیں گے علاوہ ازیں سریاب روڈ پہ مزید فٹبال گراؤنڈ تعمیر کرنے کیلئے اسپورٹس ڈپارٹمنٹ سال 23-2022 کے منصوبوں میں شامل کرنے جارہی ہے۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر کھیل، ثقافت وآثار قدیمہ): جناب اسپیکر! جواب میں دے چکا ہوں یہ table بھی ہوا تھا ریکارڈ پر بھی آیا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ حلف والے دن تھا سارے سوالات جو ہیں defer ہو گئے تھے اُس دن۔

وزیر کھیل، ثقافت وآثار قدیمہ: نہیں نہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: wind up نہیں ہوا تھا۔

وزیر کھیل، ثقافت و آثار قدیمہ: اُس book میں سب کچھ آیا ہوا ہے۔ ریکارڈ میں موجود ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کو table ہو گیا ملک صاحب میرے خیال سے۔ آپ مطمئن ہیں؟

وزیر کھیل، ثقافت و آثار قدیمہ: بحث بھی ہوئی ہے اِس پر۔ جواب ہو گیا۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: یہ غلطی سے آیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلیں، چلیں اس کو نمٹا دیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک نصیر شاہوانی صاحب آپ کا سوال نمبر 432 بھی میرے خیال سے؟ دونوں؟

وزیر کھیل، ثقافت و آثار قدیمہ: دونوں ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔ جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 620 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Question No 620

☆**620 جناب نصر اللہ زیرے، رُکن اسمبلی:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 13 اگست 2021</u>

کیا وزیر کھیل ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ <u>3 دسمبر 2021 کو موخر شدہ</u>

مالی سال 22-2021 کے پی ایس ڈی پی میں ضلع کوئٹہ میں کل کتنے فٹبال، کرکٹ اور دیگر گراونڈز تعمیر کرنے کی میں کل کسقدر رقم مختص کی گئی ہے ان کے نام اور مختص کردہ رقم کی گروانڈ وار تفصیل دی جائے۔

وزیر کھیل، ثقافت و آثار قدیمہ: <u>جواب موصول ہونے کی تاریخ 24 ستمبر 2021</u>

رواں مالی سال 22-2021 کی پی ایس ڈی پی میں ضلع کوئٹہ میں درج ذیل فٹبال، کرکٹ اور دیگر گراؤنڈ تعمیر کیئے جا رہے ہیں جن کے نام اور مختص کردہ رقم کی گراؤنڈ وار تفصیل آخر پر منسلک ہے

وزیر کھیل، ثقافت و آثار قدیمہ: جواب پڑھا ہوا تسلیم کیا جائے یا سمجھا جائے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ٹھیک ہے منسٹر صاحب نے جواب دیا ہوا ہے تفصیل کے ساتھ thank you very much

جناب ڈپٹی اسپیکر: زابد ریکی اور مُکھی شام لال نے چونکہ رخصت کی درخواستیں دی ہیں لہٰذا ان کے سوالات کو نمٹا دیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نصر اللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 661 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Mr Speaker question No 661

سردار مسعود احمد لونی (مشیر برائے ٹرانسپورٹ اینڈ پاپولیشن ویلفیئر): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆661 جناب نصراللہ زیرے، رُکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 17 اگست 2021

کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 3 دسمبر 2021 کو موخر شدہ

مالی سال 22-2021 کے بجٹ میں محکمہ ٹرانسپورٹ کیلئے 16 تا 18 کل کتنی اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں ان کے نام اور تعداد کی اسامی وار تفصیل دی جائے نیز محکمہ مذکور اور بلوچستان پبلک سروس کمیشن میں پہلے سے خالی پڑی ہوئی اسامیوں کے نام، گریڈ اور تعداد کی اسامی وار تفصیل بھی دی جائے۔

مشیر برائے ٹرانسپورٹ اینڈ پاپولیشن ویلفیئر: جواب موصول ہونے کی تاریخ 25 نومبر 2021

محکمہ خزانہ بلوچستان کی منظوری کے لیے مالی سال 22-2021ء کے بجٹ میں محکمہ ٹرانسپورٹ کیلئے 16 تا 18 میں ایک (01) اسامی تخلیق کی گئی ہے جس کی تفصیل ذیل ہے جو کہ تا حال مزید توثیق کیلئے زیر غور ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	نام مع ڈسٹرکٹ/ڈویژن	تعداد اسامی
1	ایڈیشنل سیکرٹری (بی۔پی۔ایس 19)	ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ	01
2	سپرنٹنڈنٹ (بی۔پی۔ایس 17)	ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ	01
3	سپرنٹنڈنٹ (بی۔پی۔ایس 17)	ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی نصیر آباد/ڈویژن	01

مزید براں محکمہ ٹرانسپورٹ نے بلوچستان پبلک سروس کمیشن کو منظور شدہ ایک (01) اسامی مشتہر کرنے کیلئے مجاز اتھارٹی کو ارسال کی ہے جو کہ تا حال زیر غور ہے اور جس کی تفصیل درجہ ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اسامی	جگہ برائے تعیناتی	تعداد اسامی
1	لیگل آفیسر (بی۔پی۔ایس 17)	صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی بلوچستان	01

جناب ڈپٹی اسپیکر: جواب مل گیا ہے آپ کو۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جی ہاں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں نے question کیا تھا 16 تا 18 کل کتنی اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں تو منسٹر صاحب نے محض چند کی وضاحت کی ہے بہر حال کیا اس سے علاوہ کوئی اور

آپ نے کوئی اسامیاں تشہر نہیں کی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ اینڈ پاپولیشن ویلفیئر: جی؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُس کیلئے پھر آپ fresh question لائیں آپکو جواب مل گیا ہے میرے خیال سے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ٹھیک ہے thank you minister صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ اینڈ پاپولیشن ویلفیئر: آپ کو تو جواب مل چکا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بس ہو گیا سردار صاحب بس ہو گیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ اینڈ پاپولیشن ویلفیئر: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بس سردار صاحب ہو گیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: **وقفہ سوالات ختم۔**

جناب ڈپٹی اسپیکر: نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: مسٹر اسپیکر صاحب۔ میں صوبائی وزیر محکمہ تعلیم کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کراہوں گا کہ بلوچستان ایجوکیشن سپورٹ پروگرام سی ٹی ایس پی کی اسامیوں پر ٹیسٹ میں کوالیفائی شارٹ لسٹڈ اور ڈی آر سی کے ہونے کے باوجود فی میل اُمیدواروں کو تا حال آرڈر نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں مکمل تفصیل فراہم کی جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ جو ہر اضلاع کے 6,6 ملازمین ہیں۔ میرے خیال سے ہر ڈسٹرکٹ کے 6,6

جناب نصراللہ خان زیرے: جی جی

جناب نصیب اللہ خان مری (وزیر تعلیم): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اسپیکر صاحب جس طرح زیرے صاحب نے کہا ہے تو یہ ایک پرانا یونیسف کے تعاون سے چل رہا تھا۔ تو اُس کے فنڈ ہو گئے ختم۔ ابھی ہم نے سمری کے Through بھیجا ہوا ہے CM صاحب کے پاس۔ جب اُس کا Approval ہو جائے گا تو انشاء اللہ کر دیں گے کیونکہ ہمارے پاس اسطرح کوئی پوسٹ نہیں ہے کیونکہ یہ وہ ہے ٹیسٹ بھی ہوئے ہیں ابھی ان کا فنڈ ختم ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے اُنہوں نے اپنا پروگرام بند کیا ہے۔ تو ہم نے اس کو Recommened کیا ہے۔ CM صاحب کی طرف تا کہ اس کے دوبارہ Approval دیا جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب اگر مجھے آپ کچھ ٹائم دیدیں (شور شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: کارروائی کی طرف آتے ہیں میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں نہیں جناب اسپیکر۔اس پر جو میں نے توجہ الاؤ نوٹس پر۔۔۔(شور شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب اس کے بارے میں مجھے بھی علم ہے میرے خیال فی میل سٹاف ہر ڈسٹرکٹ کے 6,6 پوسٹ ہیں۔تو منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرادی کہ سی ایم کے ٹیبل پر ہم لوگوں نے ٹیبل کر دیا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں اس کا ایسا تھا کہ 100 سکول پرائمری ٹو مڈل اپ گریڈ ہوئے تھے جس کا باقاعدہ سی ٹی ایس پی نے 27 مئی 2021 کو ٹیسٹ لیا ڈی آر سی انٹرویو ہوگئے اور 20 اضلاع کے مکمل طور پر منٹس سیکرٹری صاحب کے ٹیبل پر پڑے ہوئے ہیں۔جناب اسپیکر اب اُس وقت یہ پروجیکٹ چل رہا تھا اور ضرورت بھی حکومت کو اس سکولوں میں اور پوسٹیں الاؤنس بھی ہوئیں یہ میرے پاس تمام وہ اشتہار بھی پڑا ہوا ہے جس اشتہار کے تحت ان کے ٹیسٹ وغیرہ اور سب کچھ ہوا۔اب ضرورت بھی ہے اور وہ اُنہوں نے تیاری کی تھی وہ سی ٹی ایس پی میں پاس بھی ہوگئے انٹرویو بھی ہوگئے اب تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان کے آرڈر جو شارٹ لسٹیڈ ہیں 20 اضلاع کے کم ازکم یہ وہ آرڈرز اُس کو تو آپ دے دیں۔جناب اسپیکر صاحب اسی طرح یہ دوسرا معاملہ ہے ایم سی ایچ ڈی کے اساتذہ کرام کا یہ جب اٹھارویں ترمیم ہوئی تو یہ تمام اساتذہ صوبے کو منتقل ہوگئے لیکن ہمارے صوبے نے ابھی تک ایم سی ایچ ڈی اور بی ای سی ایس جو اساتذہ کرام ہیں نہ وہ خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔لیکن اُن بے چاروں کا بھی ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔تو یہ ابھی 2 مسئلے ہیں ایک مسئلہ یہ ہے جو میں نے توجہ دلاؤ نوٹس سی ٹی ایس پی والا یہ جو لایا ہے آپ کے سامنے رکھا ہے بلوچستان ایجوکیشن سپورٹ پروجیکٹ کے ان اساتذہ کا اور دوسرا ایم سی ایچ ڈی کے اساتذہ کا جو فیڈرل گورنمنٹ نے اٹھاویں ترمیم کے بعد اُنہوں نے دیئے ہیں ان دونوں کا مسئلہ آپ نے اُٹھانا ہے۔منسٹر صاحب تا کہ یہ بے چارے کم ازکم ان کو آرڈرز مل سکیں۔

وزیر تعلیم: جناب اسپیکر صاحب جیسے زیرے صاحب نے کہا جو ہمارے علم میں ہے تو وہ میں نے CM صاحب کو بھیج دیئے ہیں جو کہ ایم سی ایچ ڈی کا میرے علم میں نہیں ہے۔چیک کرتا ہوں کہ کہاں پر پڑا ہوا ہے

(شور شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُس کا آپ کے ساتھ تعلق بھی نہیں ہے محکمے کے ساتھ۔این سی ایچ ڈی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں۔ہے نہ۔یہ ایسا تھا کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کے انڈر منسٹری آف ایجوکیشن اپنے خدمات سرانجام دے رہے تھے اور پھر یکم جولائی 2021 میں تمام صوبوں میں منتقل ہوگئے۔۔۔(شور شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب اس کیلئے Fresh Question لائیں تا کہ اس پر تفصیل منگوالوں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اس کے بجائے تا کہ میں Fresh Question لاؤں تو ابھی بتاؤ کہ جب سی سی آئی کا اجلاس ہوا تھا کونسل آف کامن انٹرسٹ یکم جولائی 2021 کو تمام صوبوں نے یہ ٹیچر لے لیں این سی ایچ ڈی کے۔ تو اب ہمارے صوبے کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی اس حوالے سے کام کریں۔

وزیر تعلیم: جناب اسپیکر صاحب زیرے صاحب آپ آجائیں میرے چمبر میں سیکرٹری صاحب کو بھی میں بلا لیتے ہیں ڈائریکٹر کو تو اس پر Discus کر لیتے ہیں میرے علم میں تو نہیں ہے کہ این سی ایچ ڈی ہمارے پاس ہے کہ نہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ٹھیک ہے ہم انشاءاللہ آئیں گے آپ کے پاس۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ دوسرے معاملے پر بھی وہاں پر سیکرٹری صاحب سے معلومات کر لیں۔ ابھی کارروائی کی طرف آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر زابد علی ریکی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مکھی شام لعل صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ فریدہ بی بی صاحبہ نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم ہوئیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب ایجنڈے پر آتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میرے دوستوں نے کہا کہ ہماری جو شاہراہیں ہیں وہ تمام صوبے میں ایک بھی گرین کیرج وے نہیں ہے اور آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ سی پیک کے تحت سوائے گوادر میں تین چار پروجیکٹ کے پورے صوبے میں ایک پروجیکٹ بھی سی پیک کا مکمل نہیں ہوا ہے۔ جناب اسپیکر ابھی جب فرید اللہ صاحب کی فیملی کا ایکسیڈنٹ ہوا اُسی دن ہمارے ایک اور دوست وہ بھی فیملی کے ساتھ جا رہے تھے حاجی یعقوب وردگ صاحب اُن کی فیملی بھی جا رہی تھی وہ خود تھے اُن کے بچے تھے اُن کا بھی ایکسیڈنٹ ہوا وہ اور بچوں سمیت شدید زخمی ہوئے۔ تو یہ شاہراہیں جس طرح ہماری محترمہ نے کہا تھا کہ یہ قاتل شاہراہیں، ہیں۔ کہ کب تک یہ سڑکیں جو ہیں کہ نہ ہر روز میں آپ کو ڈیٹا بتادوں۔ پنجاب کی آبادی 10 کروڑ سے زائد ہے اُس میں ابھی تک جناب اسپیکر پنجاب کی آبادی 12 کروڑ ہے اُس میں اتنے ایکسیڈنٹ نہیں ہوئے ہیں جتنے ہمارے صوبے میں ہوئے ہیں۔ 1 کروڑ 23 لاکھ آبادی میں 2 کا جو ڈیٹا ہے 9 ہزار لوگ روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوئے ہیں۔ یہ دہشت گردی کے واقعات میں اتنے لوگ نہیں مرے ہیں۔۔۔(شور شور) جناب اسپیکر اسی طرح میرے دوست نے کہا کوئٹہ شہر میں، میں جس حلقہ انتخاب سے ہوں وہاں گیس پریشر نہ ہونے کے برابر ہے۔ گیس یہاں ہم لوگ گیس ضرورت کیلئے استعمال نہیں کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر گیس ہم لوگ اپنی زندگیوں کو بچانے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ پنجاب میں کراچی میں لوگ ضرورت کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ ہم اپنی زندگی کیلئے استعمال کرتے ہیں زیارت میں گیس نہیں ہے وہاں صنوبر کا جنگل 70 فیصد لوگوں نے کاٹ دیا ہے کب تک ہمیں گیس ملے گی اور اسی طرح جناب اسپیکر ایک نقطہ جو ہمارے زمینداروں سے تعلق ہے ملک نصیر صاحب بیٹھے ہیں یہ سیب جب بھی ہمارا سیب یہاں پہنچ جاتا ہے تو باہر سے سیب آنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح ہمارے زمیندار وہ جس طرح نقصان اُٹھا رہے ہیں اس کا آپ تصور نہیں کر سکتے ہیں ہماری زمینداری تباہ ہوگئی ہے جو رہی ہے صحیح ہے وہ زمیندار سے۔۔۔(شور شور) آپ مہربانی کریں آپ رولنگ دے دیں جو سیب باہر سے آ رہا ہے اُس پر پابندی لگائی جائے تا کہ ہم خود اپنا سیب استعمال کر سکیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی

جناب ڈپٹی اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مختصر کر دیں ملک صاحب کارروائی کافی زیادہ ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد بہت سارے اختیارات

صوبوں کے پاس آ گئے ۔اور ایک اہم اختیار جو یونورسٹیز کے متعلق تھی ۔خاص کر وہ اختیارات بھی بعض صوبوں نے اپنی آئین میں ترامیم کر کے وہ اختیارات وہاں کے صوبائی حکومتوں نے لے لیئے ہیں ۔لیکن بدقسمتی جناب اسپیکر ! کہ بلوچستان میں آٹھارہویں ترمیم کے بعد آج یونیورسٹی ایکٹ ایجنڈے میں شامل تھا لیکن اُسے revised کیا گیا ہے۔ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آج اس اسمبلی میں اس ایوان میں پیش ہوتے ۔ہم اُس پر بحث کرتے اُس میں جو کمی آتی اُس کے اندر جو خامی آتی وہ اسی ایوان کا حصہ بنتا ۔لیکن نا جانے کسی دباؤ کے تحت بار بار بہت ساری چیزیں ہیں جو ہمارے اس کارروائی کا حصہ بنتے ہیں کابینہ سے پاس ہوکر یہاں پر آجاتے ہیں لیکن جس دن اُن پر بحث ہونی تھی اُن کو اُس بحث سے پہلے ہی دوبارہ نکال دیا جاتا ہے ۔ جناب اسپیکر صاحب اس سے پہلے یونیورسٹی ملازمین نے بھی ہم سے رابطہ کیا ہم نے اُن سے بھی بات کی اُن کے بھی بہت سارے خدشات وتحفظات تھے ہم نے اُن کو بھی کہا کہ انشاء اللہ آپ کے جو خدشات وتحفظات ہیں ہم آپ کے ساتھ مل بیٹھ کر جو ہے اس کو ایک کمیٹی کے اندر لے جائینگے ۔اُس پر بحث کرینگے اُس کے بعد جو ہے تمام جو مکاتب فکر ہیں جو اس سے متاثر ہوتے ہیں اُن کے مشورے سے باہمی مشورے کے بعد اس ایکٹ میں ترمیم کر لیتے ہیں ۔لیکن جناب اسپیکر صاحب! بار بار جو ہے اس ایکٹ کو یونیورسٹی ایکٹ جو خصوصاً اسمبلی کابینہ میں بحث ہوتی ہے جب اسمبلی میں اس کو بحث کیلئے لانا پڑتا ہے اُس پر بحث ہوتی ہے اُس کو جو ہے ایک سازش کے تحت ایک دباؤ کے تحت کارروائی سے نکال دیا جاتا ہے ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب ۔ابھی ایجنڈے میں نہیں ہے اگر ہوتا اس پر بحث کرتے ۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! اس صوبے کے ساتھ ظلم ہے ۔ جب ایک اختیار وہاں سے آٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبوں کو مل چکا ہے تو آج اتنے سال گزرنے کے بعد اُس قانون میں اُس آئین میں ترمیم ہونے جارہی ہے ۔اُس پر بحث ہونے جارہی ہے ۔اُس کو کیوں کسی کے دباؤ میں بار بار نکال دیا جاتا ہے ۔اسلیئے مَیں اس ایوان سے آج مَیں بائیکاٹ کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب ۔مَیں کہتا ہوں کہ جو چیزیں اسمبلی کی ہیں اس ایوان کی ہیں اس پر یہاں پر بحث ہونی چاہیے بجائے اُس کا کسی اور فورم پر اُس کو لے جا کر کسی دباؤ کے تحت اُس کو نکال کر مَیں احتجاجاً جناب اسپیکر! اس پر احتجاجاً واک آوٹ کرتا ہوں ۔

(اس موقع پر معزز رکن کے ساتھ اپوزیشن کے ارکان نے بھی احتجاجاً واک آوٹ کیا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر بلوچستان یونیورسٹی کا اپنا ایکٹ ہے ۔ بیوٹم کا اپنا ایکٹ ہے، بولان

میڈیکل ہیلتھ سائنسز کا اپنا ایکٹ ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ آپ۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب دیکھیں میرے خیال سے اس پر بحث کرنا مناسب نہیں۔ اگر ٹیبل ہوتا اُس پر بحث کیا جاتا ہے۔ ابھی table نہیں ہے۔ جب آجائے گا پھر اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائیگا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اور اُس ایکٹ میں ہم اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار رہے ہیں۔ ایکٹ میں ممبران اسمبلی کے تمام یونیورسٹیوں میں ممبران تھے۔ اس ایکٹ میں جو موجودہ ہے اس میں ممبران اسمبلی کو بھی نکالا گیا ہے۔ تو اس کا کیا مطلب ہے۔ جو ایکٹ ہم منظور کریں یا آرہا ہے مستقبل میں وہ ہم خود کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ دیکھیں یہ table ہوا نہیں جب ہو جائے۔ جی

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر برائے پی اینڈ ڈی): جناب اسپیکر! مَیں اس بات پر نہیں جاؤنگا کہ جو ایکٹ کے متعلق بات ہوئی ہے اُس کی appointing authority کون ہوگا یا کون نہیں ہوگا۔ لیکن مَیں جو ایکٹ گورنمنٹ لانا چا رہی تھی اور آخر میں CM صاحب نے کہا کہ تھوڑا روک دیں۔ اس کو مزید دیکھتے ہیں جناب اسپیکر! جتنے بھی ہمارے صوبے ہیں اُنہوں نے اپنا ایکٹ لے آیا۔ بلوچستان یونیورسٹی کا ایکٹ 1996ء میں بنا ہے۔ اسی طرح باقی جو nine public universities ہیں اُن کا اپنا ایکٹ ہے۔ جناب اسپیکر! اُن میں اتنی زیادہ کمزوریاں ہیں۔ اب کچھ یونیورسٹیوں میں اُن کے ایکٹ میں موجود ہے کہ اُن کے جو وائس چانسلر صاحبان ہیں وہ اُس ادارے کے لگیں گے۔ اور یہ precedent پورے دنیا میں کسی کا اگر نہیں ہے جو بلوچستان کی یونیورسٹیوں کا ہے۔ تو اس حوالے سے حکومت نے دیکھا کہ ہماری یونیورسٹیز چونکہ کئی سالوں سے اُن میں کوئی changeable growth نظر نہیں آرہا ہے۔ اُن کی کوالٹی میں اضافہ ہوتا نظر نہیں آرہا ہے۔ اُن کی سینٹ کی کمیٹیوں کے composition کوئی سو یا ڈیڑھ سو کے قریب ہے۔ جناب اسپیکر! آپ نے کہیں دنیا میں نہیں دیکھا ہے کہ ڈیڑھ سو لوگ بیٹھے ایک بات پر متفق ہو جائیں۔ وہاں پر ایک قسم کی مچھلی بازار بن جائے گی۔ اس میں جہاں ایک point of disagreement جو آیا ہوا تھا وہ یہ تھا کہ وی سی کو appoint کون کریگا۔ مَیں اُن کی بات کو درست کہتا ہوں دیکھیں! اس ایکٹ میں کسی individual کو اختیار نہیں دیا ہے بلکہ اُس کا اختیار اس طرح ہے کہ اُس کی باقاعدہ کابینہ جو ہے ایک سلیکشن کمیٹی بنائی گئی۔ سلیکشن کمیٹی جو ہے وہ مختلف وائس چانسلرز جو experience and relevant ڈگریوں کے پاس ہیں اُس کو رابطہ کریں گے پھر اُن کے پی آئی بنے گی پھر وہ اختیار جو ہے کابینہ کو دیا ہوا ہے جس کابینہ میں پورے بلوچستان کی نمائندگی ہے۔ تو جناب اسپیکر! اگر کسی کے ذہن میں خدانخواستہ یہ ایکٹ اُس کو یا اُس ایریا کو نقصان پہنچائیں گی تو

یہ بالکل نہیں ہے۔مَیں تربت سے تعلق رکھتا ہوں اگر تربت یونیورسٹی میں کوئی وی سی لگے بیشک اُس کا تعلق جو ہے بنگلہ دیش سے ہو۔ مجھے اپنے بچوں کو پڑھانا ہے مجھے اپنے اداروں کو بہتر کرنا ہے۔ جب میرے ادارے بہتر ہونگے اُن میں کوالٹی ایجوکیشن ہوگا۔وہ بچے وہاں سے فارغ تحصیل ہوکر پورے دنیا میں جو ہیں Human resource provide کرینگے۔اس سے بڑی بات کیا ہوگی۔اگر مَیں جاکے وہاں پر اپنی قومیت کے بندے کو لگادوں۔ جناب اسپیکر! خداء کیلئے ہم جو ہیں دنیا آگے گئی ہے ہم بھی آگے بڑھتے جائیں۔اگر کسی کو شک ہے آیئے میرے ساتھ بیٹھے مَیں اُس کو convince کرونگا۔جب ادارے ٹھیک ہونگے۔اور ادارے جو ہیں کوالٹی دینگے وہ اچھی تعلیم دینگے اُس میں میرا بچہ نہیں جائیگا۔اُس میں پورے بلوچستان کے بچے جائینگے۔وہ سب کے لئے ہوگا اس میں کوئی وہ نہیں ہے ملک صاحب کو assure کراتا ہوں انشاءاللہ وزیراعلیٰ صاحب سے بات کرکے اُس کو ہم متفقہ طور پر لے آئینگے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ جب table ہوگا اس پر تفصیلی بات ہوگی۔ملک صاحب table تو گورنمنٹ نے کرنا ہے ناں۔اسی سے متعلق بات کرینگے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اٹھارہویں ترمیم کے بعد کچھ اختیارات صوبوں کو مل گئے ہیں۔آج ہم اتنے نااہل ہیں کہ وہ ترمیم ہم خود نہیں کرسکتے ہیں۔دوسرے صوبوں نے اس پر عمل درآمد کیا ہے یہ کام کیا ہے۔وہاں پر کام ہورہا ہے اس کے اندر کوئی خامیاں ہیں اُس کو ہم نکالیں گے اس پر بحث کرینگے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔جی

میر اسداللہ بلوچ (صوبائی وزیر زراعت): جناب اسپیکر! ہماری کچھ سیاسی واخلاقی وقانونی واصولی ذمہ داریاں ہیں جب ہم یہاں آتے ہیں ایک legislative ادارہ لیجسلیشن کرکے ہم اپنی قوم کے اس صوبے کے غریب عوام کے لئے وہ میسج دینا چاہتے ہیں کہ جب ہم اپنے period پر آئے ہم نے آپ لوگوں کے لئے قانون سازی کی ہے اور بہتر پوزیشن میں ہم آگے گئے ہیں۔جہاں تک یہ bill کا تعلق ہے bill کی صورت میں آئیگا جب پاس ہوگا وہ ایکٹ بنے گا۔مَیں سمجھتا ہوں اس پر کافی ہم نے کام کیا ہے اس پر ہم نے باقی صوبوں سے بھی رابطے کئے ہیں۔ یہاں کے پروفیسرز،یونیورسٹیوں کے جو حضرات ہیں جن کو جس پر کوئی معلومات تھیں ۔ایک جامع ایکٹ ہم بنانے جارہے تھے جس میں اس صوبے کی صوبائی خودمختاری جو ہمارے اٹھارہویں ترمیم میں ہمیں دی گئی تھی۔اس میں چیزوں کو ہم اسلام آباد کے بجائے بلوچستان میں لانا چاہتے ہیں اور کیبنٹ میں اسلئے کہ کیبنٹ پاورفل ہے کہ کیبنٹ پورے بلوچستان کے عوام کی نمائندگی کرتی ہے وہاں سارے لوگ بیٹھے ہیں

اس کے بعد یہ اسمبلی میں آئے ایسا تو نہیں ہے کہ شاٹ کٹ ہم نے کسی چیز کو پاس کیا اور یہاں سے گیا یہاں بھی بحث ہوگی اگر کوئی ساتھی اس میں مطمئن نہیں ہوگا تو کمیٹی کے پاس جائے گی اس کی تصحیح ہوگی اس کے بعد اس کو آگے لے کر جائیں گے لیکن جو ہماری آئینی اور قانونی حق ہے بلوچستان کے سارے نمائندے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں میری ان سے دست بستہ گزارش ہے اپنی Self Interest پر چھوٹے چھوٹے مفادات پر عظیم مفادات کو demage نہ کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اسد بلوچ صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: **مجلس قائمہ محکمہ برایس اینڈ جی اے ڈی، بین الصوبائی رابطہ، قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، وانسانی حقوق کی رپورٹ بلوچستان لیٹرز آف ایڈمنسٹریشن اینڈ سکسیشن سرٹیفکیٹس کا مسودہ قانون مصدرہ2022 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ2022) کا ایوان میں پیش کیا جانا۔**

جناب ڈپٹی اسپیکر: چیئرپرسن مجلس قائمہ برمحکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی، بین الصوبائی رابطہ، قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، وانسانی حقوق کی رپورٹ بر بلوچستان لیٹرز آف ایڈمنسٹریشن اینڈ سکسیشن سرٹیفکیٹس کا مسودہ قانون مصدرہ2022 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ2022) کا ایوان میں پیش کریں۔

میر اسداللہ بلوچ (وزیر محکمہ زراعت وکوآپریٹوز): جناب اسپیکر صاحب میں اسد اللہ بلوچ رکن مجلس چیئرپرسن مجلس قائمہ برمحکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی، بین الصوبائی رابطہ، قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، و انسانی حقوق کی جانب سے رپورٹ بر بلوچستان لیٹرز آف ایڈمنسٹریشن اینڈ سکسیشن سرٹیفکیٹس کا مسودہ قانون مصدرہ 2022 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ2022) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: رپورٹ بر بلوچستان لیٹرز آف ایڈمنسٹریشن اینڈ سکسیشن سرٹیفکیٹس کا مسودہ قانون مصدرہ 2022 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ2022) ایوان میں پیش ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور بلوچستان لیٹرز آف ایڈمنسٹریشن اینڈ سکسیشن سرٹیفکیٹس کا مسودہ قانون مصدرہ2022 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ2022) کی بابت تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور): میں ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے تحریک

پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان لیٹرز آف ایڈمنسٹریشن اینڈ سکسیشن سرٹیفکیٹس کا مسودہ قانون مصدرہ 2022 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2022) کومجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان لیٹرز آف ایڈمنسٹریشن اینڈ سکسیشن سرٹیفکیٹس کا مسودہ قانون مصدرہ 2022 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2022) کومجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔ ہاں یاناں میں جواب دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی بلوچستان لیٹرز آف ایڈمنسٹریشن اینڈ سکسیشن سرٹیفکیٹس کا مسودہ قانون مصدرہ 2022 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2022) کومجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور، بلوچستان لیٹرز آف ایڈمنسٹریشن اینڈ سکسیشن سرٹیفکیٹس کا مسودہ قانون مصدرہ 2022 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2022) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور): میں ڈاکٹر ربابہ بلیدی پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان لیٹرز آف ایڈمنسٹریشن اینڈ سکسیشن سرٹیفکیٹس کا مسودہ قانون مصدرہ 2022 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2022) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان لیٹرز آف ایڈمنسٹریشن اینڈ سکسیشن سرٹیفکیٹس کا مسودہ قانون مصدرہ 2022 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2022) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی بلوچستان لیٹرز آف ایڈمنسٹریشن اینڈ سکسیشن سرٹیفکیٹس کا مسودہ قانون مصدرہ 2022 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2022) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔ (ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: **بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022) کا پیش کیا جانا۔**

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محکمہ خزانہ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ

قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) پیش کریں۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر خزانہ): میں نور محمد دمڑ وزیر محکمہ خزانہ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) ایوان میں پیش ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محکمہ خزانہ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر خزانہ): میں وزیر برائے خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)58 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے۔ ہاں یا ناں میں جواب دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔۔۔ (مداخلت)

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! آپ سے پہلے بھی ہم نے عرض کی تھی کہ جو بھی قوانین آتے ہیں یقیناً اچھی بات ہے کہ اس سے متعلق قانون آیا ہوا ہے لیکن جناب اسپیکر یہ قوانین اس اسمبلی میں کسی ممبر نے نہیں پڑھا ہے یہ جو آپ نے اسٹینڈنگ کمیٹیاں بنائی ہیں جو منی پارلیمنٹ کہلاتی ہیں تو بجائے اس کے کہ آپ اس کو Exempt قرار دیں میں منسٹر صاحب سے Request کرتا ہوں کہ اس کو اسٹینڈنگ کمیٹی میں بھیج دیں ان کے ممبران پڑھیں اس میں بہت ساری خامیاں ہوتی ہیں بہت سارے قوانین دوبارہ یہاں پاس ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: حکومتی اراکین نے پڑھا ہوگا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اصول یہ ہوتا ہے کہ ہر قانون ذیلی کمیٹی کے حوالے ہوتا ہے آپ یقین کریں مَیں نے نہیں پڑھا۔ ابھی table پر آ گیا ہے۔ ایوان کو پتہ نہیں ہے۔ اپوزیشن کو پتہ نہیں ہے۔ کیا فائدہ ہے کہ آپ نے ذیلی کمیٹیاں بنائی ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی

مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے۔

ہاں یا ناں میں جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)58 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محکمہ خزانہ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر خزانہ): میں نور محمد دمڑ وزیر محکمہ خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے

ہاں یا ناں میں جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر خزنہ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر خزانہ): میں نور محمد دمڑ وزیر محکمہ خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون نمبر 3 صدرہ 2022ء کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) کو منظور کیا جائے۔ ہاں یا ناں

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2022ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2022ء) کو منظور کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سرکاری قراردادیں۔محترمہ بشریٰ رند صاحبہ اپنی قرارداد نمبر 116 پیش کریں۔

محترمہ بشریٰ رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سوشل ویلفیئر واطلاعات) :

ہرگاہ کہ کوئٹہ سے اسلام آباد، کراچی اور لاہور کے درمیان چلنے والی پی آئی اے اور دیگر ائیر لائنز کے کرائے ملک کے دیگر شہروں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں جبکہ کراچی سے لاہور اور اسلام آباد کے دوران فاصلہ اور دورانیہ زیادہ ہونے کے باوجود ان سیکٹر کے کرائے کم ہیں اس امتیازی سلوک اور ناانصافی پر صوبہ بلوچستان کے عوام میں احساس محرومی پایا جاتا ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ کوئٹہ سے اسلام آباد، کراچی اور لاہور کے درمیان چلنے والی پی آئی اے اور دیگر ائیر لائنز کے کرائے فوری طور پر کم کرانے کے لئے عملی اقدامات کرے تاکہ عوام میں پائی جانے والی احساس محرومی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : قرارداد نمبر 116 پیش ہوئی۔ Admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

محترمہ بشریٰ رند: جناب اسپیکر صاحب! میرا خیال ہے میں ایک سال پہلے بھی یہ ایوان میں پیش کر چکی ہوں اور میرا خیال ہے کہ واقعی کہ یہ صوبہ لاوارث ہے کہ اس کی کسی کو فکر ہی نہیں ہے کہ یہاں کے عوام کس طرح کن حالات میں گزارہ کر رہے ہیں اب جو لوگ بائی ایئر سفر کرتے ہیں اگر ان میں 50% سرکاری ملازمین یا پیسے والے تو 50% وہ مجبور ہو گئے ہیں جو اپنے کسی مریض کو یا کسی مجبوری کے تحت بائی ایئر سفر کر رہے ہوتے ہیں تو ابھی recently جب میں سفر کر رہی تھی تو میرے ساتھ ایک خاتون تھی انہوں نے مجھے کہا کہ آپ کا گلہ بند ہوگا اگر آپ نے اسمبلی میں یہ بات نہیں کی کہ 37 ہزار 6 سو روپے میں مَیں نے ٹکٹ لیا ہے۔تو 37 ہزار کو آپ double کریں آنے جانے کا کہ کتنے کا ٹکٹ بن جاتا ہے کوئٹہ ٹو کراچی، یہ تو ظلم ہے، اتنا تو مَیں کہتی ہوں کہ اتنا تو ہمارے تھائی لینڈ، ترکی کا ٹکٹ ہو جائے گا۔ دُبئی تو چھوڑیں، دُبئی تو ٹوٹل 30 ہزار، one way جتنا یہ ہے، تو کیا یہ زیادتی نہیں ہے کہ ایک گھنٹے کے سفر کے لیے آپ ہم لوگوں سے اتنا charge کر رہے ہیں۔ جب کہ کم سے کم اِن لوگوں نے رکھا ہوا ہے وہ 20 ہزار ہے اور 26600 تو اِنہوں نے عام اپنا بنا لیا ہے کیونکہ runway کا مسئلہ ہے تو ایک flight جو آ رہی تھی۔ اچھا کراچی ٹو اسلام آباد دو گھنٹے کا دورانیہ ہے اور وہاں پر مَیں نے اُس کے بھی fair check کئے تو 16 ہزار روپے، تو کیا ہم لوگ ایک گھنٹے میں ایسا کون سا خاص جہاز آتا ہے جس میں سفر کرتے ہیں کہ ہم سے پیسے جو اتنے charge کیئے جاتے ہیں، اور جو دو گھنٹے کا

سفر کر رہے ہیں اُن سے صرف 16 ہزار روپے charge کیئے جا رہے ہیں۔مَیں نے ایک اور بات بھی کی تھی کہ کھانا پینا بند کر دیں نہیں چاہیے ہمیں یہ جہازوں میں لیکن کرایہ خدارا کم کر دیں تاکہ عوام کو ایک سہولت ہو جائے۔کوئی بزرگ ہو کوئی بیمار ہو جو سفر نہیں کر سکتے byroad یا کوئی اُن کی geniune مجبوری ہو،اُس صورت میں ظاہری بات ہے عوامی نمائندے ہمیں پکڑتے ہیں ہمیں کہتے ہیں تو PIA کو یہاں پر سختی سے بُلائیں اسمبلی میں تاکہ ہم جتنے بھی MPAs ہیں مل کر اِس پر تھوڑی سی سخت بحث کرنا چاہ رہے ہیں اور ایوانِ بالا میں بھی میں اِس کی request بھیجنے کی مَیں request کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی نصراللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Thank you جناب اسپیکر صاحب ہماری بہن محترمہ نے جو قرارداد لائی بڑی اہمیت کی حامل ہے اور ایک سال پہلے بھی اِس پر بات ہوئی تھی کہ جس طرح دیگر معاملات میں ہمارے صوبے کو ignore کیا جاتا ہے اِسی طرح Pakistan International Airlines جو وفاقی حکومت کی Airlines ہے اِس کے علاوہ جو Private Airlines ہیں اُنہوں نے ہمیشہ ہمارے صوبے کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا ہے۔آپ کے good office میں ہم نے اُنہوں کو بُلایا تھا اُنہوں نے وعدہ بھی کیا تھا،لیکن اِس کے باوجود اُنہوں نے کرایوں میں کمی نہیں کی۔اور کرائے ہمارے جس طرح محترمہ نے کہا کہ کراچی ٹو اسلام آباد سے زیادہ کرایہ ہے کراچی کوئٹہ یا کوئٹہ اسلام آباد۔دوسری بات جناب اسپیکر ابھی ہم گئے تھے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے ممبران لاہور ہم گئے تھے تو ہمارے flight تھی 14 جنوری کو وہ cancel ہوئی۔ہمارے ممبران آ گئے اسلام آباد۔اسلام آباد چار دن مسلسل ہماری flight cancel ہوتی رہی۔ہم ایئر پورٹ آتے واپس چلے جاتے ہیں۔پھر مجبوراً ہمیں بائی روڈ اسلام آباد سے کوئٹہ آنا پڑا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں اُن دنوں میں تو بادل تھے میرے خیال سے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اُن دنوں میں جناب اسپیکر ایک دن یہاں موسم خراب تھا،باقی دن یہاں موسم ٹھیک تھا۔ہم نے یہاں پوچھا،ہم نے live video پر دیکھا کہ بالکل کوئٹہ کا موسم ٹھیک ہے،لیکن PIA والوں نے دوسرے شہروں کو اپنی flights دے دیتے ہیں اور کوئٹہ کو مکمل طور پر ignore کرتے ہیں۔تو kindly یہ سلوک آخر کب تک ہوگا۔نہ آپ کی بات مانی جاتی ہے نہ House کی بات مانی جاتی ہے،نہ پارلیمان کی بات مانی جاتی ہے،نہ ہماری آواز کو سُنا جاتا ہے آخر ہم جائیں تو کہاں جائیں۔ہماری سڑکیں وہ قاتل سڑکیں ہیں جس میں ہم جاتے ہیں وہ ایکسیڈینٹ ہوتی ہیں۔PIA کا یہ حال ہے،ریلوے آپ کا پورا کوئٹہ شہر سے اِس وقت محض

ایک ریل جعفرایکسپریس چلتی ہے، ماضی میں دس ٹرینیں چلتی تھیں کوئٹہ سے آج محض ایک کوئٹہ چمن ریل ہے ایک کوئٹہ پنڈی کے لیے جاتی ہے جعفرایکسپریس ۔ ریلوے کا آپ کا محکمہ کا یہ حال ہے تمام ٹرینیں بند، سڑکیں قاتل روڈ بن گئیں ۔ PIAاور سیرین Airlines باقی Airlines نے کرائے بیس بیس ہزار کردیئے اور دن flight cancel تو آخر ہم یہاں قید ہوکر رہ جائیں ہم نہ جائیں کسی کام کیلئے اسلام آباد کراچی تو kindly آپ اپنے good office میں اِن کو بُلا لیں ،اِنہیں تنبیہ دے دیں نہیں تو پھر یہ ایئرپورٹ بند ہو پھر ہم PIA سے بائیکاٹ کریں، پھر باقاعدہ طور پر ہم اعلان کریں اسمبلی کہ ہم نے نہیں جانا ہے اِن کے PIA کے ذریعے یا دیگر Airlines کے ذریعے۔ کرائے اسلام آباد کراچی کرایہ پندرہ ہزار روپے اور اسلام آباد کوئٹہ کرایہ بیس ہزار روپے تو بیس ہزار روپے آخر آپ سوچ لیں جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں اِس میں آپ کی رائے چاہیے، آپ کی رائے چاہیے کہ اُن کو بُلا لیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ہماری رائے یہ ہے کہ اُن کو بُلایا جائے نہیں تو اسمبلی۔

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی اسپیکر : PIA اور سیرین کے صوبائی اعلیٰ افسران کو اگلے اجلاس والے دن دو بجے بلوچستان اسمبلی طلب کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : آیا قرارداد نمبر 116 منظور کی جائے؟

محترمہ بشریٰ رند: اور ایک مَیں suggestion دینا چاہ رہی ہوں کہ اگر اِس کا ایک حل ہے کہ اگر تمام جتنے بھی ہمارے سرکاری ادارے ہیں وہ PIA سے ہی جاتے ہیں اور ہم بھی جتنے Parliamentarians ہیں ہم اِسی سے جاتے ہیں اگر ہم یہ اعلان کر دیں کہ سب بلوچستان بائیکاٹ کرے گا PIA سے تب جا کر میرے خیال ہے کہ یہ اُونٹ پہاڑ کے نیچے آئے گا اور تب جا کر یہ ہمارے کرائے کم ہوں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : میرے خیال سے ایک بار اُن کو سُن لیتے ہیں اگلے اجلاس والے دن اگر اُنہوں نے راستہ نہیں دیا یہ مسئلہ حل نہیں کیا تو پھر اُس کے بعد بے شک آپ لوگ جو احتجاج ریکارڈ کرنا چاہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 116 منظور کی جائے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر : قرارداد نمبر 116 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 27 جنوری 2022ء بوقت تین بجے سہ پہر تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بج کر 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)